Open Access
Al-Marjān Research Journal
ISSN(E): 3006-0370
ISSN(P): 3006-0362
al-marjan.com.pk

Islamic Calligraphy: From Quranic Transcription to the Art of Painting – A Historical and Spiritual Review

اسلامی خطاطی: قرآنی کتابت سے فنِ مصوری تک–ایک تاریخی وروحانی جائزہ

Authors Details

1. **Dr. Humeira Naz** (Corresponding Author)
Associate Professor, Department of Islamic History, University of Karachi, Karachi, Pakistan.
Emial: **hifsamunawar.ias@tuf.edu.pk**

Citation

Naz, Dr. Humeira." Islamic Calligraphy: From Quranic Transcription to the Art of Painting – A Historical and Spiritual Review. " *Al-Marjān Research Journal* 4, no.1, Jan-Mar (2026): 138− 153.

Submission Timeline

Received: Dec 12, 2025
Revised: Dec 24, 2025
Accepted: Jan 05, 2026
Published Online: Jan 14, 2026

Publication & Ethics Statement

Article QR

Published by *Al-Marjān Research Center*, Lahore, Pakistan.

© The Authors. No conflict of interest declared.
This is an open access article distributed under the terms of the **Creative Commons Attribution 4.0 International License (CC BY 4.0).**

Islamic Calligraphy: From Quranic Transcription to the Art of Painting – A Historical and Spiritual Review

اسلامی خطاطی: قرآنی کتابت سے فنِ مصوری تک–ایک تاریخی وروحانی جائزہ

ڈاکٹر حمیرا ناز[☆]

Abstract

Islamic calligraphy represents one of the most profound and enduring artistic expressions in Muslim civilization, deeply intertwined with the reverence for the Quran. Emerging directly from the need to transcribe the divine revelation, it transformed simple writing into a sacred art form, compensating for restrictions on figurative imagery and music by channeling aesthetic impulses into elegant scripts. The Quran's emphasis on beauty, purity, and the pen's sanctity—evident in numerous verses and prophetic traditions—elevated calligraphy to a spiritual practice, where scribes approached it with ritual purity, devotion, and technical precision. From the earliest days of Islam, companions like Zaid bin Thabit transcribed revelations, and institutions like Suffa in Medina taught writing. The Kufic script, originating in the early Islamic period, became the dominant style for Quranic manuscripts, spreading across vast territories from Sindh to Morocco during Umayyad and Abbasid eras. Innovations by figures such as Abu al-Aswad al-Du'ali (diacritical marks), Hajjaj bin Yusuf, Qutbah bin Shibib (standardized proportions), and Khalid bin Abi al-Hayyaj (ornate Quranic works) refined the art. Under caliphal patronage, calligraphy flourished, adorning mosques, manuscripts, and architecture, while evolving from angular Kufic to more fluid styles. It embodied Islamic aesthetics, expressing emotions and faith without prohibited images, and remains a timeless mirror of Muslim devotion, creativity, and cultural identity, preserved in museums and inspiring contemporary artists worldwide. This art not only preserved the Quran but also enriched Islamic heritage through its fusion of spirituality, technique, and beauty.

Keywords: Islamic History - Ibn Athir - al-Kamil fi al-tarikh - Usd al-Ghaba fi ma'arifat al-Sahaba.

تعارفِ موضوع

خطاطی مسلمانوں کا وہ مقدس اور دل آویز فن ہے جو قرآن مجید کی کتابت سے جنم لے کر اسلامی تہذیب کا ایک اہم ستون بنا۔ یہ محض تحریر نہیں بلکہ روحانی اظہار، جمالیاتی ترغیب اور ممنوعہ مصوری کا حل ہے۔ اسلام نے حسن و جمال کی تلقین کی، تصویر کشی اور موسیقی کی پابندی کے باعث مسلمانوں نے اپنے فنکارانہ جذبات کو خطاطی میں ڈھالا۔ قرآن پاک کی آیات کو خوبصورت انداز میں لکھنے سے یہ فن تقدس کا درجہ پا گیا۔ نبی کریم ﷺ کی احادیث نے قلم، تحریر اور حسنِ خط کی اہمیت پر زور دیا، جیسے "بسم اللہ" کی سین کو خوبصورت بنانے کی ترغیب۔ ابتدائی دور میں صحابہ کرامؓ نے وحی کی کتابت کی، صفہ مدرسہ میں تعلیم دی گئی اور جنگی قیدیوں سے لکھنا پڑھنا سکھایا گیا۔ خط کوفی سے آغاز ہوا جو اموی اور عباسی ادوار میں ترقی کرتا رہا۔ نقطوں اور اعراب کی ایجاد سے قراءت آسان ہوئی۔ خطاطوں نے قلم کی نوک سے پیمائش، تناسب اور زینت وضع کیں۔ یہ

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی، کراچی، پاکستان۔

فن اسلامی روح کی آئینہ دار رہا، جو عقیدت، نفاست اور تخلیقی صلاحیت کا مظہر ہے۔ آج بھی عجائب گھروں میں محفوظ ابتدائی نسخے اس کی عظمت کی گواہی دیتے ہیں۔

خطاطی مسلمانوں کے لیے وہ خوبصورت، دل آویز اور دل نواز فن ہے جو ہمیشہ سے ان کی توجہ کا مرکز اور ان کی محنت وشوق کا محور رہا ہے[1]۔اس فن کا براہ راست تعلق قرآن مجید کی کتابت اور تحریر سے ہے۔ یہ فن اس لحاظ سے بھی مقدس ہے کہ خطاطی (خط کی مصّوری) کا سب سے زیادہ جمیل استعمال قرآن مجید کی کتابت میں ہوا جس میں مسلمان خوش نویسوں نے اپنی بھرپور صلاحیتیں صرف کیں، اور جب اس کے ساتھ تذہیب (سونا پھیرنے کا کام) گل کاری اور نقاشی اور رنگ کاری بھی شامل ہوگئی تو اس کے لکھے ہوئے الفاظ پیکرِ وجمال بن کر سامنے آئے۔[2] مسلمانوں کا قرآن مجید کی تزئین اور زیبائش کی طرف متوجہ ہونا خود قرآن مجید کے لطیف ارشادات کے باعث تھا۔

اسلام زندگی کے مختلف شعبوں میں حسن وجمال کی ترغیب دیتا ہے اور اپنی جمالیاتی تہذیب کے دائرے میں انتہائی پاکیزگی و نفاست کا مطالبہ بھی کرتا ہے۔ چونکہ اسلام میں تصویر کشی و موسیقی مذہباً جائز نہ تھی اور فنون لطیفہ سے دلچسپی پیدا ہونا تقاضائے بشریت ہے، لہٰذا مسلمانوں نے موسیقی کا نعم البدل قراتِ قرآن مجید کو قرار دیا اور طرح طرح کے دلکش وسامعہ نواز لہجوں میں کلام پاک کی تلاوت ہونے لگی، حتیٰ کہ تجوید ایک مستقل فن گیا۔ رہی تصویر کشی تو مذہبی پابندی کے پیشِ نظر اوّل پھول پتوں اور بیل بوٹوں کی شکل میں تکمیلِ ذوق کی جاتی رہی۔ مگر جب اس طرح تسکینِ شوق نہ ہوئی تو پوری توجہ خوشنویسی یعنی خطاطی پر مبذول کی اور اس کو مصّوری کا ہم پلہ کر دکھایا۔ لہٰذا خوشنویسی دراصل ایک قسم کی مصّوری ہے جس میں مسلمانوں نے اپنے جذبات کو غیر ممنوعہ شکل میں پیش کیا۔[3]

خطاطی، کتابت سے ایک قدم آگے کا فن ہے۔ خطاطی انسانی خیالات واحساسات کو محفوظ کرنے ہی کا ذریعہ نہیں، بلکہ کاتب کے فکر واحساسات اور فنی کمال کے اظہار کا ذریعہ بھی ہے۔ اردو انسائیکلوپیڈیا میں خطاطی کی وضاحت ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ: ”فن خطاطی میں صرف خوش نویسی ہی شامل نہیں ہے بلکہ اس میں کاتب کا شعور، اس کی حس اور اس کا ذوق وشغف بھی داخل ہے۔ اکثر اسلامی ممالک میں جہاں مجسمہ سازی اور مصّوری کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا، خطاطی ہی فن تخلیق کے اظہار کا ایک وسیلہ رہی ہے۔ ورنہ محض تحریر تو ترسیل کا ایک طریقہ ہے اور اس سے صرف انسانی خیالات، جذبات واحساسات کو قلم بند کرنے اور انہیں ایک دوسرے تک پہنچانے کا کام لیا جاتا ہے۔[4]

خطاطی آغاز اسلام سے اسلامی روح کی آئینہ دار رہی ہے۔ اس کی اصل وجہ قلم اور تحریر کی وہ اہمیت ہے جس کا ذکر قرآنِ مجید میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔ مسلمانوں نے اسلام کے ابتدائی زمانے ہی سے قرآن مجید کی کتابت ایسے انداز سے شروع کر دی تھی جو اس کے جاودانی حسن کے شایان شان تھی۔ یہی وجہ ہے کہ کتابت میں تقدس اور عقیدت کو خصوصی عنصر کی حیثیت حاصل رہی ہے۔[5]

اسلام میں کتابت کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام کی عظیم ہستیاں اس فنِ لطیف سے کسی نہ کسی درجے میں وابستہ رہی ہیں۔ مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام، عزیزِ مصر کے لیے، حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے والد حضرت داوٗد علیہ السلام کے

[1] Muḥammad Irtifāʿ al-Ḥasan. "Khaṭṭāṭī: Islām kī Naẓar meṇ." In *Taḥqīqāt-i Islāmī* (ʿAlīgaṛh: Idārah Taḥqīq o Taṣnīf Islāmī, July–September 2004), 19.

[2] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī). Lahore: Dānishgāh-i Panjāb, 2007 (second edition), vol. 15, 956.

[3] Aḥtarām al-Dīn Aḥmad ʿUthmānī Shāghil. *Ṣaḥīfah Khushnawīsān*. ʿAlīgaṛh: Anjuman Taraqqī Urdu Hind, 1963, 4.

[4] *Urdu Encyclopaedia*. New Delhi: Qawmī Kaunsil barāʾe Farogh-i Urdu Zabān, 1997, vol. 3, 235.

[5] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 965.

لیے، حضرت ہارونؑ اور حضرت یوشع بن نون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے کتابت کیا کرتے تھے۔ اگر ہم دورِ خلافت پر نظر ڈالیں تو دیکھتے ہیں کہ خلیفۂ اوّل حضرت ابو بکر صدیقؓ، خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروقؓ کے لیے، خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت معاویہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کتابت کرتے تھے۔[6] اسی طرح حضرت زید بن ثابتؓ، عبد اللہ بن مسعودؓ وغیرہ بھی ان لوگوں میں سے تھے، جو قبلِ اسلام ہی عربی کتابت جانتے تھے یہ لوگ چونکہ اولین مسلمان تھے اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی الٰہی کی اولین کتابت انہی بزرگوں نے فرمائی تھی۔

ہجرتِ مدینہ کے بعد تعمیرِ مسجد کے ساتھ ہی ایک صفّہ (چبوترا) بنایا گیا، یہ چبوترا بے گھر اصحاب کے لئے بنایا گیا تھا، جو مسجد میں ہمہ وقت موجودگی کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سے دین کا علم حاصل کرتے۔ صفّہ کے مدرسے میں تحریر اور کتابت کا انتظام بھی کیا گیا تھا۔ حضرت سعید بن العاصؓ اور حضرت عبادہ بن صامتؓ طلبہ کو کتابت کا فن سکھاتے تھے۔[7]

بدر کے قیدیوں کا زرِ فدیہ یہ مقرر کیا گیا کہ ہر جنگی قیدی مدینے کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھادے۔ ایک حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"علم کو رشتۂ تحریر سے منسلک کردو"[8]

ایک اور حدیث میں ہے کہ "عمدہ خطاطی حق کی وضاحت میں اضافہ کردیتی ہے"[9] ارشاد نبوی ہے "جب تم کچھ لکھو تو "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کی سین کو خوب سے خوب تر بناؤ (اس کی برکت سے) تمہاری ضرورتیں پوری کی جائیں گی اور اس میں اللہ عزوجل کی رضا وخوشنودی بھی ہے۔"[10] ایک اور حدیث میں ارشاد ہے "جس نے "**بسم الله الرحمن الرحيم**" لکھا اور "اللہ" کی "ھاء" کو بدنما نہیں بنایا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دیتے ہیں۔ اس کے دس گناہ (نامہ اعمال سے) مٹادیتے ہیں اور اس کے دس درجے بلند فرمادیتے ہیں۔"[11] ایک اور حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم میں کوئی "**بسم الله الرحمن الرحيم**" لکھے تو "**الرحمن**" کو کھینچ کر لکھے۔"[12]

ان احادیث نے اور رسول اللہ ﷺ کی فنِ تحریر میں اس درجہ دلچسپی نے ایک طرف مسلمانوں میں فنِ خطاطی کی رغبت پیدا کی اور دوسری طرف اس فن کو عبادت کا درجہ مل گیا، لہٰذا بعد میں کاتب کے لیے حسنِ خط کی خاطر پابند صوم وصلوٰۃ ہونا اور نیک خصلت ہونا ضروری سمجھا گیا۔[13]

---

[6]Muḥammad Irtifāʿ al-Ḥasan. "Khaṭṭāṭī: Islām kī Naẓar meṇ," 33.

[7]Sayyid Muḥammad Salīm. *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*. Karachi: Zawwār Akādmī, 2001, 54.

[8]Muḥammad ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Raḥmān al-Dārimī. *Sunan al-Dārimī*. Translated by Muḥammad Muḥyī al-Dīn Jahāngīr. Lahore, March 2008, vol. 1, 195.

[9]ʿAlāʾ al-Dīn ʿAlī al-Muttaqī. *Kanz al-ʿUmmāl fī Sunan al-Aqwāl wa al-Afʿāl*. Beirut: Muʾassasat al-Risālah, vol. 10, 1405 AH/1985 CE, 245.

[10]Al-Muttaqī, *Kanz al-ʿUmmāl*, vol. 10.

[11]Al-Muttaqī, *Kanz al-ʿUmmāl*, vol. 10, 246.

[12]Al-Muttaqī, *Kanz al-ʿUmmāl*, vol. 10, 246.

[13]Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 21.

اسلامی خطاطی کا آغاز:

اسلامی خطاطی کا آغاز قرآن مجید کی کتابت سے ہوا۔ قرآن مجید کو تحریر میں لانے کا اہتمام نزول وحی کے ساتھ ہی شروع ہو گیا تھا۔ آپ ﷺ نزول وحی کے بعد کسی خوشخط صحابی کو یاد فرماتے اور آیات قرانی قلمبند کراتے۔ چونکہ اُس زمانے میں کاغذ نایاب تھا۔ اس لئے آپ ﷺ کھجور کے چھلکے، چوڑی ہڈی یا مٹی کے ٹھیکرے پر تحریر لکھالیتے تھے اور پھر اس کو ایک جگہ محفوظ رکھتے تھے دوسری طرف صحابہ کرامؓ ان آیات کو زبانی یاد کر لیتے تھے۔ حفاظت کے یہ دونوں طریقے جاری رہے۔ ۲۳ سال کی مدت میں جب قرآن مجید مکمل ہو گیا تو وہ ایک طرف تحریری شکل میں بھی محفوظ تھا اور دوسری طرف صحابہ کرامؓ کے سینوں میں بھی محفوظ تھا۔[14]

اس وقت مکہ میں کئی خط رائج تھے آپ ﷺ نے عربی خط (جو پہلے مکی پھر مدنی اور بعد میں خط کوفی کہلایا) اختیار کیا۔ جہاں اسلام گیا، وہاں ساتھ ہی عربی خط بھی گیا۔ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں خط مدنی ہی استعمال ہوتا رہا۔ کوئی خاص تغیر اس میں واقع نہیں ہوا۔ متمدن اقوام کے خلط ملط ہو جانے کے بعد بعض لوگوں نے خط مدنی کی اصلاح کی، نوک پلک درست کی۔ یہ اصلاح یافتہ مدنی خط بعد میں خط کوفی کہلایا۔ جلد ہی خط کوفی وسیع اسلامی مملکت میں رائج ہو گیا۔ سندھ سے لے کر مراکش تک ہر جگہ خط کوفی پھیل گیا۔[15] چونکہ اس کی ابتدا مقام کوفہ سے ہوئی تھی۔ لہٰذا طرزِ خط کے اعتبار سے اسے "طرزِ کوفی" کے نام سے پکارا گیا۔ طرزِ کوفی میں مسلمان کاتبوں نے اپنے ہنر کے جوہر کھل کر دکھائے ہیں۔ اس کے بہترین نمونے قرآن مجید کے علاوہ کتبات، عمارات یا کتابوں کے عنوانات کی صورت میں رونما ہوئے۔ اس طرز میں قرآن مجید کا لکھنا ایک وجہ امتیاز بن گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کی بالکل ابتدائی کتابت کے نمونے اسی رسم الخط میں متعدد عجائب خانوں میں محفوظ ہیں۔[16]

عہد بنوامیہ میں خط کوفی:

آغاز میں عربی خط جسے قدیم خط کوفی کہنا چاہیے، سپاٹ اور کھردرا تھا۔ تحریریں نقطے اور اعراب سے خالی ہوتی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کے نامہ ہائے مبارک جو دریافت ہوئے ہیں ان میں نقطے موجود نہیں ہیں۔ اسی لئے حضرت عثمان غنیؓ نے نامہ ہائے مبارک کی پیروی میں ہی قرآن مجید میں نقطے نہیں لکھے۔ عربوں کو تو کوئی دشواری نہیں ہوتی تھی، لیکن فتوحات کے نتیجے میں جب غیر عربوں نے اسلام قبول کیا اور قرآن کی قراءت شروع کی تو ان سے بغیر نقطے اور اعراب والی تحریریں پڑھنے میں غلطیاں سرزد ہوئیں۔ خصوصاً حروفِ متشابہ (ب، ت، ث، ج، ح، خ وغیرہ) کی تمیز میں دقتیں پیش آئیں اور غلطیاں ہونے لگیں تو ابوالاسود دوئلی نے جو منجملہ فضلائے عرب تھا اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا تلمیذِ رشید تھا، اس نے پہلے صرف حرکت یعنی زیر، زبر، پیش ظاہر کرنے کے لئے نقطے ایجاد کیے۔ بعد میں بنی امیہ کے پانچویں خلیفہ عبدالملک بن مروان کے دورِ خلافت میں حجاج بن یوسف نے رسم الخط کی اصلاح کی کوشش کی اور اس کی کوششوں سے علامات، اعراب واعجام وزیادات کا اضافہ عمل میں آیا۔[17]

[14] Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 58.

[15] Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 64.

[16] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 989.

[17] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 967.

بنو امیہ کے دور میں جس نے سب پہلے خطاطی کی طرح ڈالی، وہ عبد الملک بن مروان کا کاتبِ خاص، قطبہ بن شبیب الطائی تھا[18] جو " **المحرر**" کے لقب سے مشہور تھا۔ اس نے تحریر کے اصول وضوابط مقرر کیے۔ اس نے حروف کی پیمائش اور ساخت کے لیے نوکِ قلم کو پیمانہ مقرر کیا۔ یہ پیمانہ کاتبوں میں آج تک استعمال ہوتا ہے۔ اس نے قلم طومار[19] یعنی جلیل کو نئی روش دی، جس کی وجہ سے خط کوفی سادہ سے ممتاز ہو گیا۔[20] سب سے پہلے قرآن مجید کے متن پر خوش خطی کا آغاز ہوا اور جس شخص نے قرآن مجید کو سب سے پہلے خوبصورت انداز میں لکھا، وہ خلیفہ ولید بن عبد الملک کا کاتبِ خاص خالد بن ابی الہیاج تھا۔ ولید کی تعمیر کردہ مسجد نبویؐ میں محراب پر اس نے سورۂ والشمس لکھی تھی۔ اس کا قلم جلی تھا۔ دور سے پڑھنے میں آتا تھا۔ مسجد نبویؐ کی کئی بار مرمت ہوئی، جس کی وجہ سے یہ کتابت محفوظ نہ رہ سکی۔ اس نے ایک نہایت خوبصورت انداز میں قرآن مجید لکھ کر خلیفہ عمر بن عبد العزیزؒ کی خدمت میں پیش کیا مگر وہ اس کا قیمتی ہدیہ ادا نہ کر سکے اس لئے اس کو واپس کر دیا۔[21]

خلیفہ ہشام بن عبد الملک کا کاتب شعیب بن حمزہ تھا۔ اس دور میں مالک بن دینار تابعی بھی مشہور کاتب تھے۔ وہ لوگوں کو اجرت پر قرآن مجید لکھ کر دیا کرتے تھے۔ افسوس ان کاتبوں کے آثار آج ناپید ہیں۔[22] یہ خط کا ابتدائی دور تھا۔ اس خط کے مختلف علاقائی نام ملتے ہیں۔ مثلاً بصری، کوفی، واسطی، مصری، شامی، قیروانی، قرطبی۔ تاہم آج یہ بات معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ کیا فی الواقع ان خطوط کے درمیان کوئی فرق تھا؟ جس کی وجہ سے علیٰحدہ نام رکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی یا لوگوں نے محض سہولت کی خاطر اپنے علاقے کے مرکزی شہر سے اس کو موسوم کر دیا اور فرق کوئی خاص نہیں تھا۔[23]

فنِ کتابت کو حکمرانوں کی دلچسپی سے بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ حکومت کی سرپرستی کے زیر اثر علماء نے نئے نئے علوم میں قابلِ قدر کتابیں تصنیف کیں اور فن کاروں نے فن کے نادر نمونے پیش کیے۔ اس طرح قلمکاروں نے خط میں نئی نئی جدتیں نکالیں اور نئے نئے انداز اختیار کیے۔ حقیقت یہ ہے کہ عربی خط کے ارتقا میں، تحسین وتزیئن میں حکومتوں نے بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔[24]

خط کوفی عہد عباسی میں

عہدِ بنو امیہ کی طرح بنو عہد عباس میں بھی فن خطاطی نے بے حد ترقی کی۔ عہد عباسی میں قرآن مجید کے جو نسخے عراقی خط کوفی میں تیسری صدی ہجری / نویں صدی عیسوی میں لکھے گئے ہیں اُن سے پتا چلتا ہے کہ عراق میں اس خط کو کافی ترقی ہوئی۔ اس دور کے قرآن مجید کے نسخے جھلیوں پر لکھے ہوئے محفوظ ہیں۔ یہ جھلیاں یا تو قدرتی اور فطری رنگ کی ہیں یا آسمانی، بنفشی یا قرمزی رنگ کی ہیں۔ متن خط کوفی میں سیاہی یا طلائی روشنائی سے لکھا ہوا ہے۔ مصر، شام اور عراق میں اس قسم کا خط کوفی تیسری، چوتھی صدی ہجری / نویں دسویں صدی عیسوی کے کچھ عرصے تک رائج رہا۔ اس طرح خط کوفی کم وبیش پانچ سو سال تک قرآن مجید کی کتابت کے لئے مستعمل رہا ہے۔[25]

[18]Muḥammad ibn Isḥāq al-Nadīm. *al-Fihrist*. Translated by Muḥammad Isḥāq Bhattī. Lahore: Idārah Thaqāfat-i Islāmiyah, 1969, 15.

[19]Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 81.

[20]Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 82.

[21]Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 82–83.

[22]Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 83.

[23]Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*.

[24]Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*.

[25]M. S. Dimand. *Musalmanoṇ ke Funūn*. Translated by Shaykh ʿInāyat Allāh. Lahore: Panjābī Adabī Akādmī, 1964, 100.

خط کوفی ایران میں

مسلمانانِ ایران نے رسم الخط عربوں سے لیا اور کتابوں کی زیب وزینت کے طریقے بھی انہی سے سیکھے۔ ایران کے ساسانی دور میں ملکی زبان پہلوی خط اوستائی میں لکھی جاتی تھی۔ جس سے آتش پرست ایرانیوں کو بڑی عقیدت تھی۔ عربوں کی فتحِ ایران کے بعد وہاں کے لوگوں نے رفتہ رفتہ اسلام قبول کر لیا۔ تو قدیمی رسم الخط کے ساتھ ان کی عقیدت بھی ختم ہو گئی۔ چنانچہ گذرتے وقت کے ساتھ ساتھ پہلوی خط ترک کر دیا گیا۔ اس کی ایک وجہ غالباً یہ بھی تھی کہ وہ بہت پیچیدہ اور مبہم تھا۔ لہٰذا قومی زبان فارسی کے لیے عربی رسم الخط اختیار کر لیا گیا۔ پھر اپنی خداداد ذہانت اور شستہ ذوق کی بدولت ایرانی خطاطوں نے عباسی عہد کے خط کوفی میں ایسی جدتیں پیدا کیں اور اس کو ایسا آراستہ و پیراستہ کیا کہ اسے ایک فنِ لطیف (فائن آرٹ) کے درجے تک پہنچا دیا۔[26]

عہدِ سلاجقہ میں خط کوفی

عہد سلاجقہ کے قرآن مجید کے نسخوں میں جو پانچویں یا چھٹی صدی ہجری / گیارھویں یا بارھویں صدی عیسوی سے تعلق رکھتے ہیں، ایرانی طرز کا خط کوفی درجہ کمال کو پہنچ گیا۔ عہد سلاجقہ میں نقش و نگار کا جو اضافہ ہوا، اس نے خطاطی کو مزید زینت بخشی۔ برٹش میوزیم میں قرآن مجید کا ایک نسخہ موجود ہے۔ جس کے چند اوراق بہت آراستہ ہیں اور جس کے نقش و نگار خاص سلجوقی طرز کے ہیں۔ ایسے ہی نمونے میٹرو پولیٹن میوزیم نیویارک (امریکہ) میں بھی ہیں جو ایرانی طرز کے خط کوفی میں لکھے ہوئے ہیں۔ اور سلجوقی طرز کے نقش و نگار سے آراستہ ہیں۔ ایک ورق پر سورت کا عنوان ہے، جو سنہری روشنائی اور متعدد رنگوں سے لکھا ہوا ہے مگر دوسرے ورق کا سر سورت صرف سنہری روشنائی سے لکھا گیا ہے۔ بعض آیات اعلیٰ درجے کے زیبائشی خط کوفی میں لکھی گئی ہیں۔ جس کے عمودی خطوط کے سر گلکاری سے آراستہ ہیں اور اس عبارت کی زمین میں سنہری روشنائی سے بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں۔ اس قسم کا زیبائشی کوفی خط سلجوقی عمارات میں بھی پایا جاتا ہے۔[27]

خط کوفی مغربی

اندلس اور شمالی افریقہ میں قرآن مجید کے جو نسخے لکھے گئے ان کا ایک مخصوص خط ہے۔ جسے خط مغربی کہتے ہیں۔ بعض اوقات اسے خط اندلسی یا خط قرطبی بھی کہا جاتا ہے، جو خط کوفی کی ہی قسم ہے۔ خط اندلسی کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے حروف لمبے اور نسبۃً جلی ہوتے ہیں، گولائی میں لکھے جانے والے حروف کے دائرے نسبۃً زیادہ کھلے ہوتے ہیں اور حرف میم کا نچلا سرا ختم ہونے کے بعد بائیں طرف کو مڑ جاتا ہے۔ خط مغربی کا ایک نمونہ برٹش میوزیم (برطانیہ) میں موجود ہے۔[28]

خط اندلسی اندلس میں اس وقت مروج ہوا جب المغرب کا مرکز حکومتِ قیروان (شمالی افریقہ) سے اندلس میں منتقل ہوا۔ قرآن پاک کے چند اوراق جو خط مغربی میں لکھے ہوئے ہیں، میٹرو پولیٹن میوزیم (نیویارک) میں موجود ہیں۔ یہ اوراق تقریباً چھٹی یا ساتویں صدی ہجری سے تعلق رکھتے ہیں۔ قرآن مجید کے جو نسخے آٹھویں اور نویں صدی ہجری میں خط مغربی میں غرناطہ اور فاس میں لکھے گئے تھے، ان میں اگرچہ کتابت کی مہارت نسبتۃً کم نظر آتی ہے، مگر نقش و نگار ان کے بھی بہت شاندار ہیں۔[29]

[26] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 968.

[27] Dimand, *Musalmanoṇ ke Funūn*, 103–104.

[28] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 969.

[29] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī).

بہر کیف مختلف بلاد اسلامیہ میں خط کوفی مختلف علاقائی ناموں سے مشہور ہوا۔ جہاں خط کوفی میں خطاطوں کے ذاتی جمالیاتی ذوق کی وجہ سے کچھ نہ کچھ تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ مثلاً مصر وعراق کے خط کوفی میں افقی خطوط نمایاں ہوتے تھے لیکن ایرانی خط کوفی میں عمودی خطوں کو نسبتہً زیادہ نمایاں کیا گیا ہے۔ اسی طرح خط مغربی میں حروف کو لمبے اور نسبتہً جلی صورت میں لکھا جاتا تھا۔[30]

خط نسخ

پانچویں صدی ہجری / گیارھویں صدی عیسوی سے قرآن مجید کی کتابت کے لیے خط کوفی کا استعمال کم ہوتا چلا گیا۔ اس کی جگہ خط نسخ نے لے لی۔ کوفی خط چونکہ تمام تر مسطح تھا اور سیدھی لکیروں سے مرتب ہوتا تھا۔ اس لیے عام ضرورتوں کے لیے یہ پابندی مانع ثابت ہوتی تھی۔ ان ضرورتوں نے ترمیم پر مجبور کیا اور خط نسخ ایجاد ہوا۔[31] تاہم سورتوں کے عنوان عرصہ دراز تک خط کوفی ہی میں لکھے جاتے رہے۔ خط نسخ عربی رسم الخط کا مشہور خط ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا نام بدیع تھا۔ لیکن یہ رسم الخط نسخ کے نام سے اس لیے موسوم ہوا کہ قرآن مجید کی کتابت کے لیے دوسرے رسوم الخط کا ناسخ ثابت ہوا۔[32]

خط نسخ کا موجد ایک عدیم النظیر خطاط ابن مقلہ[33] ہے جس نے نبطی خط کی مدد سے عباسی خلیفہ المقتدر باللہ کے زمانے میں یہ خط ایجاد کیا۔ اس نے مروجہ خط میں مہارت کے علاوہ کئی نئے خطوط بھی ایجاد کیے۔ یہ خطوط ثلث، نسخ، توقیع، رقاع، محقق اور ریحان ہیں۔[34] ابن مقلہ خط نسخ کو ہندسی عمل میں لایا اور اس نے املا کی صحت، ہندسی باقاعدگی اور حسن ورعنائی کا رجحان پیدا کرنے کے لیے خط میں اہم تبدیلیاں کیں۔ اس خط میں پہلی مرتبہ خطاطی کے اصول وقواعد کے لیے ناپ مقرر کیے گئے، تاکہ موزونیت، یکسانیت اور تناسب قائم رہے۔ اس میں ہندسی ہیئت پیدا کرنے کے لیے نقطوں کی پیمائش سے کام لے کر نسبتیں مقرر کی گئیں۔[35] نقادوں کا یہ خیال ہے کہ قواعد سازی اور ضابطہ سازی کا جو سلسلہ خط میں ابن مقلہ نے جاری کیا تھا۔ اس کو ابن بواب نے تکمیل تک پہنچادیا۔ پھر ان قواعد اور ضوابط کے مطابق خطوط کی تہذیب اور تکمیل کی۔[36] غرض یہ بااصول خط تھا۔ اس خط نے عباسی خلیفہ المقتدر باللہ کے زمانے میں باقاعدہ شکل اختیار کرلی اور رفتہ رفتہ قرآن مجید کی کتابت کے لیے خط نسخ ہی مختص ہو گیا۔ تاہم کچھ عرصے تک سورتوں کے عنوان خط کوفی میں تحریر ہوتے رہے۔[37] خطِ نسخ اتنا متوازن اور دیدہ زیب ہے کہ اس سے قرآن مجید کی کتابت میں مزید دلکشی اور رعنائی پیدا ہوگئی۔ چھٹی صدی ہجری / بارھویں صدی عیسوی میں یہ اپنے عروج کو پہنچ گیا۔ اس سلسلے میں یاقوت المستعصمی[38] کا نام بالخصوص قابل ذکر ہے۔

[30] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī).

[31] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 961.

[32] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 970.

[33] Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 114–115.

[34] Muḥammad Rashīd Shaykh. *Tadhkirah-yi Khaṭṭāṭīn*. Karachi: Idārah ʿIlm o Fan al-Falāḥ Malir Halt, 2009, 10.

[35] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 969.

[36] Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 116–117.

[37] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 970.

[38] Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 118–119; *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 970–996.

خط نسخ عہد ممالیک میں

بنی عباس کے آخری ایام میں مصری ممالیک[39] کی سلطنت قائم ہوئی جو تین صدیوں تک چلتی رہی۔ ممالیک کے دور میں بھی دوسرے علوم وفنون کے ساتھ ساتھ فن خطاطی نے بھی فروغ حاصل کیا۔ خطاطی کے سلسلے میں یہ روایت رہی ہے کہ جس خطے میں طاقتور اور مستحکم حکومت قائم ہوئی، وہاں فنِ خطاطی نے ضرور فروغ پایا۔ چونکہ یہاں دولت عباسیہ کے خاتمے سے قبل ہی نئ مستحکم سلطنت قائم ہو چکی تھی۔ اس لیے یہاں علی بن ملاّ ابن بواب کے شاگردوں نے فن خطاطی کو فروغ دیا۔[40] ان کے ہاتھ کے لکھے گئے قرآنی نسخوں کی کتابوں کے اعلیٰ نمونے آج بھی قاہرہ کے شاہی کتب خانے میں محفوظ ہیں، جو انتہائی احتیاط اور زیب وزینت کے ساتھ مختلف قسم کے خط مدور میں لکھے گئے ہیں۔ بڑی تقطیع کے قرآن پاک خط طومار میں لکھے گئے ہیں، جو خط نسخ کی ایک جلی صورت ہے۔ مصر میں قرآن کی کتابت اور دوسری کتابوں کے لیے خط نسخ ہی استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ عہد ممالیک میں خط نسخ میں لکھا گیا قرآن مجید کا ایک اور نفیس کتابت شدہ نسخہ میٹروپولیٹن میوزیم (نیویارک) میں موجود ہے جو ساتویں یا آٹھویں صدی ہجری / تیرھویں یا چودھویں صدی عیسوی کے اوائل سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ مصحف سنہری روشنائی سے لکھا گیا ہے اور اس پر قرمزی اور آسمانی رنگ سے اعراب لگائے گئے ہیں۔ اس کے زیبائشی خطوط بہت جاذبِ نظر ہیں۔ متن خط نسخ میں اور سورتوں کے عنوان خط کوفی میں ہیں۔ نقش ونگار طلائی اور آسمانی رنگ کے ہیں[41]۔ اس قرآنی نسخے سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خطاطی کا فن کس اعلیٰ درجے پر پہنچ چکا تھا۔ عہد ممالیک کے مشہور خطاطوں میں ابو علی جوینی، عبدالرحمن بن صائغ قابل ذکر ہیں۔[42]

عہدِ ممالیکِ مصر میں فن خطاطی کی خدمت ایک دوسرے انداز میں بھی ہوئی ہے۔ یعنی اس دور میں دو بڑی اہم کتابیں لکھی گئی ہیں۔ جنہوں نے خطاطوں کے نمونوں کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کر دیا۔ ان میں ایک صبح الاعشیٰ (۸۱۴ھ) ہے، جو شیخ ابو العباس احمد قلقشندی نے لکھی ہے۔ اس میں اگرچہ دوسری بھی بیش بہا معلومات ہیں لیکن اس کے جزئِ ثانی اور جزئِ ثالث میں فن کتابت، اس کے متعلقات، مختلف خطوط جو اُس زمانے میں متداول تھے اوران کے خطاط کے بارے میں معلومات یکجا موجود ہیں۔ اس کتاب کے ذریعے قرون وسطیٰ میں فن کتابت اور خطاطی کی تاریخ سے پوری طرح واقفیت ہو جاتی ہے۔[43]

دوسری کتاب آخری مملوک سلطان قانصوہ غوری کے زمانے میں تصنیف ہوئی۔ یہ محمد بن حسن طیبّی شافعی کی تالیف ہے۔ طیبّی مصر کا بہترین خطاط گذرا ہے۔ اس کتاب میں اس نے کتابت اور اسباب کتابت کی تفاصیل دی ہیں۔ ساتھ ہی اپنے زمانے میں رائج ۱۶ قلم خطاطی کے نمونے دیئے ہیں اوران کی تفصیل بھی دی ہے۔ یہ سولہ قلم در حقیقت محقق، ثلث، توقیع، رقاع، مسلسل اور نسخ سے متعلق ہیں۔ اس نایاب کتاب کو محقق ڈاکٹر صلاح الدین منجد نے تصیح کے ساتھ ۱۹۶۳ء میں بیروت سے شائع کیا ہے۔[44]

---

[39][No specific source; general historical reference to Mamlūk Sultanate].

[40]Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 187–188.

[41]Dimand, *Musalmanoṇ ke Funūn*, 101.

[42]Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 188–189.

[43]Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 189.

[44]Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*.

ایلخانی عہد میں خط نسخ

ایلخانی عہد میں خطاطی اور رنگ آمیزی کو نیا عروج حاصل ہوا۔ اس دور کے متعدد نفیس اور عمدہ مصحف جو خط نسخ میں لکھے گئے ہیں، مختلف عجائب خانوں اور نجی مجموعوں میں موجود ہیں۔ ان میں سے بعض ایلخانی حکمران الجائتو خدابندہ[45] کی فرمائش پر لکھے گئے تھے۔ ۷۱۰ھ / ۱۳۱۰ء میں قرآن مجید کا جو نسخہ الجائتو کو پیش کیا گیا وہ موصل میں لکھا گیا تھا اور اب برطانیہ کے میوزیم میں موجود ہے۔ اس میں سورتوں کے عنوان خط کوفی میں ہیں اور متن خط نسخ میں ہے۔[46] اس دور میں لکھے گئے قرآن مجید کے کتابت شدہ مشہور نسخوں میں سے ایک ۷۰۶ھ / ۱۳۰۷ء میں بغداد میں لکھا گیا تھا۔ جو آج کل لائپزگ (جرمنی) میں ہے۔ جبکہ دوسرا مصحف قاہرہ کے قومی کتب خانہ میں ہے، جسے عبداللہ بن محمد نے ھمدان میں لکھا تھا۔ اس کے چند اوراق منقش اور زیب وزینت کے اعتبار سے فن کا شاہکار ہیں۔[47]

چھٹی سے بارھویں صدی ہجری / بارھویں سے سولھویں صدی عیسوی میں نقاشی اور رنگ آمیزی کا استعمال قرآن مجید کے علاوہ عام کتابوں میں بھی ہونے لگا۔ ان کی آرائش وزیبائش کے لیے کبھی تو آخر میں بیل بوٹے بنائے جاتے تھے اور کبھی تصویر کے ارد گرد چوکھٹوں کے حاشیے میں گلکاری کرتے تھے۔ اس طرز کی آرائش ابو محمد القاسم الحریری البصری کے مقاماتِ حریری[48] کے اُس نسخہ میں دیکھی جاسکتی ہے، جو وی آنا (آسٹریا) کے قومی کتب خانے میں محفوظ ہے۔[49]

خط نسخ ترکی میں

خلافت عثمانیہ ترکیہ چھ صدیوں سے زائد عرصے تک اسلام کی عظیم الشان قوت کا مظہر رہی ہے۔ سلطان محمد فاتح کی فتحِ قسطنطنیہ ۱۴۵۳ء کے بعد سے فن خطاطی نے ترکی میں بے حد ترقی کی۔ ہر قسم کے علوم وفنون کے ساتھ فن خطاطی کا مستقر بھی استنبول (قسطنطنیہ) تھا۔ یہاں تک کہ عالم اسلام میں استنبول (قسطنطنیہ) فن خطاطی کا سب سے بڑا مرکز بن گیا۔ یہاں تک کہا گیا کہ قرآن حجاز میں نازل ہوا، مصر میں پڑھا گیا (فنِ قرات کی طرف اشارہ ہے) اور استنبول میں کتابت کیا گیا۔ سلطنتِ عثمانیہ کے عہد میں فن خطاطی کی قابل ذکر سرپرستی کی گئی۔ ترک سلاطین نہ صرف خطاطوں کی سرپرستی کرتے بلکہ بڑی محنت سے خود بھی اس فن کی تحصیل کرتے۔[50] یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ غیر عرب ہونے کے باوجود فن خطاطی میں کوئی دوسری قوم ترکوں سے زیادہ معیاری اور ان سے زیادہ مقدار میں کام پیش نہ کر سکی۔[51] ترک خطاطوں نے عربی خط کے مختلف اقلام کی بہترین خدمات انجام دی ہیں۔ خاص طور پر خط نسخ کو انہوں نے یاقوت مستعصمی کے بعد مزید ترقی دی اور نیا نکھار پیدا کیا۔[52]

بیسویں صدی میں بعض عرب ممالک میں بھی فنِ خطاطی کی ترویج ترک اساتذہ کے ہاتھوں ہوئی۔ مثلاً مصر میں شیخ عبدالعزیز الرّفاعی (۱۸۷۱ء۔۱۹۳۴ء) اور عراق میں ماجد الزھدی (۱۸۹۱ء۔۱۹۶۱ء) نے ان ممالک میں فن خطاطی کی ترویج وترقی میں بنیادی کردار ادا کیا۔ ۱۹۲۸ء میں ترکی زبان کا رسم الخط عربی سے بدل کر لاطینی کر دیا گیا۔ اس تبدیلی کا اثر فنِ خطاطی پر بھی پڑا۔ ناسازگار حالات کی وجہ سے کئی اساتذہ دیگر

[45] Dimand, *Musalmanoṇ ke Funūn*, 105.

[46] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 971.

[47] Dimand, *Musalmanoṇ ke Funūn*, 105.

[48] [General reference to *Maqāmāt al-Ḥarīrī*].

[49] Dimand, *Musalmanoṇ ke Funūn*, 105.

[50] Shaykh, *Tadhkirah-yi Khaṭṭāṭīn*, 10.

[51] Shaykh, *Tadhkirah-yi Khaṭṭāṭīn*, 10.

[52] Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 191.

اسلامی ممالک میں منتقل ہوگئے، جو رہ گئے وہ فنِ خطاطی چھوڑ کر دیگر کاموں میں مصروف ہوگئے۔ لیکن ترکوں میں اس فن سے محبت وعقیدت کی جڑیں اس قدر گہری تھیں کہ وقتی آندھیاں بھی اس فن کو ختم نہ کرسکیں۔ اُس دور کے ترک خطاطوں اور فن کاروں کا آخری نمونہ استاذ حامد الآمدی ہے[53] جو ترکی کا مشہور خطاط گذرا ہے۔ اس کی تحریریں آج بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ استاد حامد الآمدی، ان کے تلامذہ اور دیگر خطاطوں نے اس فن کی ترویج اور ترقی کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کردیں۔ چنانچہ انہی حضرات کی مسلسل محنت اور جذبۂ ایثار کے نتیجے میں آج ترکی میں نہ صرف اس فن کا احیا ہوچکا ہے، بلکہ نوجوان ترک خطاط انتہائی معیاری کام پیش کررہے ہیں۔[54]

خط تعلیق

خطِ کوفی اور نسخ کے بعد خط کی بنیادی اور نمایاں اقسام میں خط تعلیق، خط نستعلیق، خط ثلث[55]، خط شکستہ[56]، اور خطِ دیوانی[57] شامل ہیں۔ ہر قسم کے اندر مزید چھوٹی قسمیں ہیں، جنھیں "قلم" کہا جاتا ہے۔ ان میں قدیم ترین قلموں کا بیان ابن الندیم کی کتاب الفہرست میں آیا ہے۔[58] طوالت کے باعث یہاں ہم چند اہم خطوط کا ہی ذکر کریں گے، جن میں خط تعلیق بھی شامل ہے، جو خط نسخ کی مختلف شاخوں میں سے ایک ہے۔

تعلیق کے معنی لٹکانا، چپکانا اور جوڑنا کے ہیں۔ یہ خط تیرھویں صدی عیسوی میں ایران میں رواج پذیر ہوا۔[59] عباسی خلافت کے خاتمے کے بعد جب ایران اور عراق پر ایلخانی منگولوں کی حکومت قائم ہوگئی، تو منگولوں کے قبولِ اسلام کے بعد خطاطی کو ایلخانی دربار میں فروغ حاصل ہوا اور اس نئی فضا میں یہ نیا خط وجود میں آیا۔ جس کو تعلیق کہتے ہیں۔ یہ خط کس نے اختراع کیا؟ اس مسئلے پر مورخین کے درمیان کافی اختلاف پایا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس خط کو دفتر کے کاتبوں اور منشیوں نے ایجاد کیا ہے۔ منشیوں کی یہ عادت تھی کہ عجلت میں وہ کلمے کے آخر حروف کو دوسرے کلمے کے اوّل حروف کے ساتھ ملا کر لکھتے تھے حتیٰ کہ وہ حروف منفصلہ کو بھی ملا کر لکھ دیتے تھے۔ ان کی اس روش نے ایک مستقل خط کی صورت اختیار کرلی۔ اس خط کا نام تعلیق اس لیے ہے کہ اس میں حروف اور کلمات باہم جڑے ہوئے اور ملے ہوئے ہوتے ہیں[60] اس خط کے لکھنے میں سہولت اور سرعت دونوں ہیں مگر اس کے باوجود دینی کتابوں میں خط نسخ ہی رائج رہا۔

خط نستعلیق

خط کی بنیادی اور نمایاں اقسام میں ایک اور مشہور خط، نستعلیق ہے۔ نستعلیق دو الفاظ سے ترکیب پاکر بنا ہے۔ نسخ اور تعلیق۔ یعنی خط نستعلیق در حقیقت خط نسخ اور خط تعلیق سے مل کر بنا ہے۔ اردو میں نستعلیق کے معنی ہی حسین اور شائستہ کے ہوگئے ہیں۔ نستعلیق، خطِ مدور کی ایک شاندار اور ترقی یافتہ صورت ہے۔ جس میں نسخ اور تعلیق دونوں کی امتیازی خصوصیات جمع ہیں۔ اس خط نے پندرھویں صدی میں ایران میں رواج پایا۔[61]

---

[53]Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 192.
[54]Shaykh, *Tadhkirah-yi Khaṭṭāṭīn*, 10.
[55]*Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 963.
[56][General explanation of Nastaʿlīq to Shikastah development].
[57][General explanation of Dīwānī script].
[58]Al-Nadīm, *al-Fihrist*, 16–17.
[59]Dimand, *Musalmanoṇ ke Funūn*, 105.
[60]Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 134.
[61]Dimand, *Musalmanoṇ ke Funūn*, 108.

اس لیے عرب ممالک میں آج بھی اس خط کو خط فارسی کہتے ہیں۔ وہاں یہ خط وہ مقبولیت حاصل نہ کر سکا جو اس نے مشرقی اسلامی ممالک میں حاصل کی ہے اور یہ بات بھی درست ہے کہ یہ خط فارسی زبان کے لیے ہی استعمال ہوا ہے۔[62]

خطِ نستعلیق تیموری دور میں

اس خط کی ایجاد کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ امیر تیمور کے زمانے میں ایک مشہور خطاط میر علی تبریزی نے یہ خط ایجاد کیا تھا۔ لیکن ابو الفضل نے آئینِ اکبری میں لکھا ہے "یہ یقینی نہیں کیونکہ یہ خط امیر تیمور سے پہلے بھی لکھا جاتا تھا" بہر حال اس میں شک نہیں کہ میر علی کو نستعلیق کا اوّلین مصلح ضرور کہا جا سکتا ہے کیونکہ اس کے کمالِ فن کی وجہ سے نستعلیق کو عروج حاصل ہوا۔ یہ خط اپنی نوک پلک اور دامنوں اور گولائیوں کی زیب وزینت کے لحاظ سے اب تک فردوسِ چشم بنا ہوا ہے۔ خط نستعلیق میں اگرچہ قرآن مجید کی کتابت بھی ہوئی لیکن اس میں حروف کے پیوند اس قدر قریب ملحق ہوتے ہیں کہ اعراب اور دوسرے زیادات کے لیے بمشکل گنجائش ہوتی ہے، اس لیے قرآن مجید کی کتابت کے مقدس فریضے کی ضروریات اس سے پوری نہیں ہو سکتیں۔ بہر حال دوسری کتابوں کے لیے یہ خط نہایت موزوں ثابت ہوا۔[63]

تیموریوں کے عہد میں کتابوں کی تسوید اور ان کی ترصیع کے متعلق جملہ فنون درجہ کمال کو پہنچ گئے اور خوش نویسی کو ایک بڑے فن کا درجہ حاصل ہو گیا۔ تیموری دور میں قرآن مجید کے علاوہ علمی وادبی کتابوں کی خطاطی میں بھی زیب وزینت بروئے کار لائی گئی۔ اُس دور کی کتابوں کی آرائش اور رنگ آمیزی نے ایک خاص امتیازی صورت اختیار کر لی تھی۔ کتابیں پودوں اور پرندوں کی شکل سے مزین ہوتی تھیں۔ اُس دور کی رنگ آمیزی شیراز کے خطاطوں کی ایجاد ہے۔ شیرازی طرز کی رنگ آمیزی کا ایک نفیس نمونہ میٹروپولیٹن میوزیم (نیویارک) میں ہے۔[64] یہ ابو یحییٰ زکریا بن محمد قزوینی[65] کی کتاب عجائب المخلوقات کا دوھرا سر ورق ہے۔ جس پر ایرانی طرز میں فرشتے دکھائے گئے ہیں اور چینی طرز میں اژدھے اور دوسرے جانور بنائے گئے ہیں۔ حاشیے کے نقش و نگار سیاہ رنگ کے ہیں۔ ان کے اندر طلائی، سرخ اور سبز رنگ بھی استعمال کیئے گئے ہیں اور اطراف بیلوں سے آراستہ ہیں۔[66]

تذھیب کے اس فن کو ھرات میں بھی ترقی ہوئی (جب تیمور کے جانشین، اس کے بیٹے شاہ رخ نے دارالسلطنت سمرقند سے ھرات (افغانستان) میں منتقل کر دیا تھا۔) پندرھویں صدی عیسوی کا ایک اور مشہور خطاط سلطان علی مشہدی بھی ہے، جو ھرات میں سلطان حسین میرزا بایقرا (تیمور کے پوتے) کے دربار سے وابستہ رہا۔ یہ فن نستعلیق کا عظیم نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔ جو سلطان حسین میرزا اور اس کے وزرا کے لیے کتابیں لکھتا تھا اور ان کی تصویریں بہزاد اور شاہ مظفر تیار کیا کرتے تھے۔ سلطان علی مشہدی نے میر علی شیر نوائی کے دیوان کے ایک نسخے کی کتابت بھی کی۔ سلطان حسین میرزا نے اسے "قبلۃ الکتاب" کا خطاب دیا تھا۔ سلطان علی نے نظامی کی مخزن الاسرار کی بھی کتابت کی اور یہ نسخہ برطانیہ کے میوزیم میں موجود ہے۔[67]

---

[62] Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 143.

[63] *Urdu Dā'irah Ma'ārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 973.

[64] *Urdu Dā'irah Ma'ārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 974.

[65] Dimand, *Musalmanoṇ ke Funūn*, 109.

[66] *Urdu Dā'irah Ma'ārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 974.

[67] *Urdu Dā'irah Ma'ārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī).

تیموری شہزادوں میں شاہزادہ بایسنغر میرزا بن شاہ رخ میرزا فن خوشنویسی میں سر بر آوردہ اور ھنر مندی اور ھنر نوازی میں شہرہ آفاق تھا۔ فن خطاطی سے اس کو خاص شغف تھا، وہ خود بھی ماہر خطاط تھا۔ اس کے ہاتھ کے قلمی قرآن مجید کا نسخہ لٹن لائبریری علی گڑھ یونیورسٹی میں محفوظ ہے۔[68] اس کے دربار میں علما، فضلا، شعرا کے علاوہ چالیس خوشنویس کاتب ملازم تھے جو کتابوں کے خوش خط نسخے تیار کرتے رہتے تھے۔ اس نے ھرات میں ایک عظیم الشان کتب خانے اور ایک نگار خانے کی بنیاد رکھی تھی۔ اس کتب خانے میں چالیس کاتب قرآن مجید اور عربی، فارسی اور ترکی کتابیں لکھنے میں مشغول رہتے تھے۔ شاہزادہ بایسنغر کا بھائی سلطان ابراہیم میرزا بھی خطاطی میں شہرت رکھتا تھا۔ اس کے متعلق یہ بات مشہور تھی کہ وہ چھے مختلف طرزوں میں لکھ سکتا ہے۔ اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید کا ایک نسخہ جس کی تاریخ کتابت ۸۲۷ھ / ۱۴۲۶ء ہے، ادارہ آستان قدس مشہد میں امام رضا کے روضے میں موجود ہے۔[69] ایک اور مصحف جس پر ۸۳۰ھ / ۱۴۲۷ء کی تاریخ مرقوم ہے۔ میٹروپولیٹن میوزیم (نیویارک) میں محفوظ ہے۔[70]

خطِ نستعلیق صفوی دور میں

فن خطاطی اور فن نقاشی جنہیں تیموری ہنروروں نے ترقی دی تھی، عہدِ صفوی میں مزید ترقی پذیر ہوا۔ شاھان صفویہ کا عہد (۱۵۰۲ء-۱۷۳۶ء) تاریخِ ایران کا ایک درخشاں باب ہے، جو نہ صرف سیاسی لحاظ سے، بلکہ علوم وفنون کی ترقی کے اعتبار سے بھی بہت اہم ہے۔ اسماعیل شاہ، شاہ طہماسپ اور شاہ عباس اس دور کے بڑے جاہ و جلال والے بادشاہ گزرے ہیں، جو صاحب السیف ہونے کے ساتھ ساتھ علم وہنر کے بڑے قدردان بھی تھے۔ صفوی حکمرانوں کی سرپرستی سے فن خطاطی میں بڑے بڑے صاحبانِ کمال منظر عام پر آئے۔ تبریز کے صفوی دربار کا ایک مشہور خطاط سلطان محمد نور گذرا ہے۔ جو سلطان علی مشہدی کا فرزند اور شاگرد تھا۔ اس نے خمسہ نظامی کی بھی کتابت کی۔[71]

شاہ اسمٰعیل صفوی اور شاہ طہماسپ صفوی کے عہد کا ایک اور مشہور خطاط شاہ محمود نیشاپوری تھا۔ اس نے ۱۵۳۹ء۔ ۱۵۴۳ء کے درمیان خمسہ کا ایک مشہور نسخہ لکھا، جو برٹش میوزیم میں محفوظ ہے۔ شاہ اسمٰعیل کو اس کی خطاطی بہت پسند تھی۔ صفوی عہد کے مشہور خطاطوں میں میر عماد حسنی سیفی قزوینی کا نام خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اس نے خط نستعلیق کے ھنر زیبا کو عروج کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ اس کی خطاطی کے سامنے بہت سے مشہور خطاطوں کا فن ماند پڑ گیا۔ وہ جلی اور خفی خطوں میں بہت عمدہ لکھتا تھا۔ اس کا اسلوبِ خط اور اس کی شہرت اس درجے پر پہنچ گئی کہ اس کا فن شعرا کے لیے موضوع شعر ہو گیا۔ چنانچہ متعدد قطعات اس کی تعریف میں لکھے گئے۔ اسی طرح ایران کے خطاط میرزا محمد حسین عماد الکتاب سیفی قزوینی کو قرن حاضر کا آخری استادِ نستعلیق سمجھا جاتا ہے۔[72]

سولہویں صدی کے صفوی نسخوں کے نقش ونگار ایسے ہی خوبصورت اور شاندار ہیں، جیسے کہ تیموری دور کے ہیں۔ زیبائش کے اعتبار سے بھی یہ نویں صدی ہجری کے نسخوں سے ملتے جلتے ہیں۔ یہ بات خمسہ نظامی، مکتوبہ ۹۳۱ھ، کے سرِورق سے عیاں ہے۔[73] صفوی عہد کے مصوّروں کی ایک اہم اختراع یہ بھی تھی کہ انہوں نے تصویروں کے اندر پیچیدہ نقش ونگار بنائے۔ جن سے ان کی زیبائش اور بڑھ گئی۔[74]

---

[68]Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 155.

[69]Dimand, *Musalmanoṇ ke Funūn*, 104.

[70]Dimand, *Musalmanoṇ ke Funūn*, 108–109.

[71]*Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 974.

[72]*Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 975.

[73]*Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī).

صفوی عہد کے ہنروروں نے طلائی گلکاری کو بھی مزید ترقی دی اس عہد کے چند کاریگر مُذھّب یعنی سنہرے کام کے ماہر تھے۔ بخارا کا مشہور مصوّر محمود اپنے دستخط کے ساتھ "مُذھّب" کا لفظ بڑھا دیا کرتا تھا۔ اسکندر منشی جس نے صفوی عہد کے مصوّروں کے حالات لکھے ہیں۔ وہ بیان کرتا ہے کہ "مولانا حسن بغدادی اپنے زمانے میں تذھیب یعنی سونا پھیرنے کے کام میں منفرد اور بے نظیر تھا۔" الغرض اس نے طلائی کام کو معجزہ نمائی حد تک پہنچا دیا تھا۔[75] اس عہد کے بہت سے نسخوں میں صفحوں کے ارد گرد حاشیے ہیں، جن میں سنہری روشنائی میں بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں۔ ان میں قدرتی مناظر ہیں اور انسانوں اور حیوانوں کی تصویریں ہیں اور یہ تمام کام سونے کے پانی سے بنایا گیا ہے۔ مگر بعض اوقات تضاد پیدا کرنے کے لیے چاندی کا بھی اضافہ کر دیا گیا ہے۔ شاہ طہماسپ صفوی کے دربار میں نقش و نگار کا جو طرز تھا وہ سولہویں اور سترھویں صدی میں بھی جاری رہا۔

سترھویں صدی میں رنگ زیادہ شوخ ہو گئے اور نقش و نگار میں بسا اوقات بڑے بڑے بیل بوٹوں اور لمبوترے پتوں کا استعمال ہونے لگا۔[76] نقش و نگار کے چند اور طریقے بھی تھے جو صفوی عہد کے ہنرور استعمال میں لاتے تھے مگر وہ تیموری دور میں بھی معروف تھے۔ ان میں ایک اسٹینسل کا استعمال[77] ہے دوسرا طریق قطع کاری[78] ہے۔ یہ طریق کار پندرھویں اور سولہویں صدی کے خطاطوں نے بھی اختیار کیئے۔ اس کا ایک نمونہ خمسہ نظامی[79] کے نامکمل نسخے میں دیکھا جا سکتا ہے۔ جس کا تعلق سولہویں صدی عیسوی سے ہے۔

خط نسخ و نستعلیق پاک و ہند میں

محمد بن قاسم کی فتح سندھ کے بعد برصغیر میں عربی رسم الخط کا اجرا ہو گیا اور رفتہ رفتہ اس خط میں قرآن مجید کی کتابت ہونے لگی پھر ایران و برصغیر کے روابط قائم ہوئے تو ایرانی خطاط خط نسخ بھی یہاں لے آئے جسے بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ خاندانِ غلامان کا بادشاہ سلطان ناصر الدین محمود قرآن مجید کی کتابت خود کرتا تھا۔ اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ ابن بطوطہ نے بھی دیکھا تھا۔[80] جبکہ خط نستعلیق کو ہندوستان میں متعارف کرانے اور مقبول عام بنانے کا سہرا مغل حکمرانوں کے سر جاتا ہے۔ مغل سلطنت کا بانی ظہیر الدین بابر جو امیر تیمور کا پڑپوتا تھا، تیموریانِ ہرات کی ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کا پروردہ تھا۔ وہ خود بھی اہلِ علم تھا اور ہنر کا قدردان تھا۔ اس نے خود بھی ایک خط ایجاد کیا تھا جو "خط بابری" کے نام سے موسوم ہوا۔ اس خط میں بابر نے قرآن مجید کا ایک نسخہ کتابت کرا کے مکہ معظمہ بھیجا تھا[81] بابر کا یہ ذوق و شوق اس کی اولاد کو بھی منتقل ہوا۔ ہندوستان کے مغل حکمران درحقیقت ھرات کے ثقافتی ورثے کے قدردان اور محافظ تھے۔ اکثر مغل بادشاہ خود فن خطاطی کے ماہر اور خوشنویس تھے۔ بابر کا بیٹا ہمایوں جب ترک وطن کر کے ایران گیا تو واپسی میں اپنے ہمراہ کئی مصوّروں، جلد سازوں اور خطاطوں کو ساتھ لے آیا۔ جن سے مقامی فن کار فیض یاب ہوئے۔ ان خطاطوں نے شاہی سرپرستی میں بڑی آسودگی سے اعلیٰ درجے کا کام کیا اور اس طرح خط نستعلیق ہندوستان میں رائج ہو گیا۔ اس عہد کا ایک نامور خطاط خواجہ سلطان تھا، جسے اکبر نے اپنے عہد میں "افضل خان" کا خطاب دیا تھا۔ پھر یہی خطاط اور بعض

[74] Dimand, *Musalmanoṇ ke Funūn*, 112–113.

[75] Dimand, *Musalmanoṇ ke Funūn*, 113.

[76] Dimand, *Musalmanoṇ ke Funūn*, 113–114.

[77] [General explanation of pounce or outline method].

[78] [General explanation of cut-and-paste illumination].

[79] Dimand, *Musalmanoṇ ke Funūn*, 114.

[80] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 976.

[81] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī).

دوسرے ماہرین کتابت اکبر کے دربار سے وابستہ ہوئے۔ اکبر نے فن خطاطی کی بہت حوصلہ افزائی کی۔ خطاطوں کو جاگیریں، منصب اور خطابات دے کر نوازااوراپنے دربار میں مختلف عہدوں پر سرفراز بھی کیا۔[82]

اکبر کے بعد آنے والے مغل بادشاہ شاہجہاں اوراورنگزیب عالمگیر ماہر خطاط تھے۔ انھوں نے باقاعدہ خطاطی کی تعلیم حاصل کی۔ ایک ماہر نسخ، شہزادہ اورنگ زیب کااتالیق تھا۔ شاہجہاں کے عہد میں سید علی خان تبریزی اورنگ زیب کو خطاطی سکھانے پر مامور ہوا۔ اوراسے "جواہر رقم" کاخطاب ملا۔ ان کے علاوہ اس عہد کے مشہور خطاط شمس الدین خان، ھدایت اللہ خان "زریں رقم"، اور میر محمد باقر وغیرہ تھے۔ اورنگ زیب کونسخ اور نستعلیق دونوں پر قدرت حاصل تھی۔ اس کے عہد میں خطاطوں نے شاہی سرپرستی کے بغیر بھی فن خطاطی کو ترقی دی۔[83]

کہاجاتاہے کہ خاندان مغلیہ کا آخری بادشاہ ابو ظفر بہادر شاہ نہ صرف ماہر خطاط تھابلکہ فنِ خطاطی میں استاد کامقام رکھتا تھا۔ کئی خطاطوں نے اس سے تعلیم حاصل کی تھی۔ بادشاہوں کے ساتھ ساتھ مغل امرااور نوابین بھی فن خطاطی کے بڑے قدردان تھے۔ اچھے خطاطوں کو ہاتھوں ہاتھ لیتے تھے۔ ان کوانعام واکرام سے نوازتے تھے۔ ان سے خوشخط کتابیں لکھواتے تھے۔ فن کی ترقی میں بہرنوع کوشاں رہتے تھے۔ مغل حکمرانوں اور امرا کادربار فن کاروں اور خطاطوں کی بے حد قدرومنزلت کرتا تھا۔ شاہانہ مغلیہ کی فن نوازی دیکھ کر ایران اور توران کے درباروں سے باکمال اور ماہرین اساتذہ ہندوستان چلے آتے تھے اور عزت پاتے تھے۔ مغل بادشاہوں کا یہ وطیرہ مغل بادشاہ بابر سے لے کر آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر تک جاری رہا۔ مقامی ہندو فن کاروں کی سرپرستی اور قدر افزائی میں بھی انہوں نے کوئی کمی نہیں کی۔ ان تمام مساعی کا مجموعی نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان اور بعد میں پاکستان میں بھی خط نستعلیق مقبول ہوگیااور اتنامقبول ہوا کہ دوسرے تمام خطوط سے یہاں کے لوگ غافل بلکہ ناواقف ہوگئے سوائے خط نسخ کے، کیونکہ یہ قرآنی خط ہے[84] اس عہد میں خط شکستہ نے بھی رواج پایا۔ جس میں فرامین، حکومت کی طرف سے لکھے جاتے تھے۔[85]

المختصر خطاطوں نے خواہ وہ کسی بھی اسلامی ملک سے تعلق رکھتے ہوں، صرف صفحاتِ قرطاس پر ہی اپنے فن کے جوہر نہیں بکھیرے، بلکہ ان کے فن کے جوہر مساجد کے صدر دروازوں اور اندرونی محرابوں، قرآن مجید کی جلدوں، مزاروں، ٹائلوں کی کاشی کاری، سنگ تراشی، قالینوں، سجادوں ،ریشمی کپڑوں اور برتنوں پر بھی بکھرے پڑے ہیں تاہم خوش خطی یاخطاطی کا آغاز سب سے پہلے قرآن مجید کے متن سیہوااوراس میں وقتاً فوقتاً تغیرات پیدا ہوتے رہے۔ یوں یہ رسم الخط فنِ خوش خطی اسلام سے متصف ہوگیا۔ اوائل عہد اسلامی ہی میں اس کے ابتدائی دفاتر قائم ہوگئے تھے، جہاں فنِ خطاطی نے ارتقاحاصل کیااور پھر جہاں جہاں اسلامی حکومتیں قائم ہوئیں، فنِ خطاطی کو بھی رواج اور فروغ ملتا چلا گیا۔

عہد نبوی کے بعد سے آج تک فنِ خطاطی مسلسل ارتقائی منازل طے کر رہاہے۔ اس دوران کئی نئے خطوط ایجاد ہوئے، پرانے خطوط متروک ہوگئے۔ ہر عہد میں خطاطوں نے اس میں تنوع، خوبصورتی اور رنگارنگی پیدا کی اوراس فن کی ترقی اور ترویج کے لیے ہر ممکن کوششیں کیں اور ساتھ ہی اس فن کے ساتھ اس قدر فریفتگی اور والہانہ پن کا مظاہرہ کیا کہ کوئی دوسری قوم اس کی مثال پیش نہیں کرسکتی اور نہ دنیا کی کسی قوم ہی نے اپنے خط کے بارے میں اتنا اہتمام کیا، جتنا کہ مسلمانوں نے کیاہے، اور نہ کسی قوم ہی نے اپنے خط میں آرائش وجمال کے اتنے پہلو اُجاگر کئے، جتنے مسلمانوں نے کیے ہیں۔

[82] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 977.

[83] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 978.

[84] Salīm, *Tārīkh-i Khaṭṭ o Khaṭṭāṭīn*, 219–220.

[85] *Urdu Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyah* (Fun-i Khaṭṭāṭī), 978.

خلاصہ بحث

اسلامی خطاطی قرآن مجید کی کتابت سے شروع ہو کر ایک مکمل فن بن گیا، جو اسلامی جمالیات اور روحانی پاکیزگی کا عکاس ہے۔ ابتدائی کوفی خط سے اموی دور میں اصلاحات (نقطے، اعراب) اور عباسی دور میں ترقی (جھلیوں پر سیاہی و طلائی تحریر) تک یہ پھیلا۔ خلفاء کی سرپرستی، خطاطوں کی جدتیں (جیسے قطبہ المحرر، خالد بن ابی الہیاج) اور احادیث کی ترغیب نے اسے عبادت کا درجہ دیا۔ یہ ممنوعہ مصوری کا نعم البدل بنا، جذبات کو جائز شکل دی۔ سندھ سے مراکش تک پھیلا، عمارات، کتابات اور مصاحف کو مزین کیا۔ خطاطی نے اسلامی تہذیب کو حسن، تقدس اور تخلیقی ورثہ بخشا، جو آج بھی زندہ ہے۔

تجاویز وسفارشات

* جدید تعلیمی نصاب میں اسلامی خطاطی کو لازمی مضمون کے طور پر شامل کیا جائے تاکہ نئی نسل اس ورثے سے متعارف ہو۔
* خطاطی کے اساتذہ اور ورکشاپس کو فروغ دیا جائے، خاص طور پر نوجوانوں اور طلبہ کے لیے مفت کورسز کا اہتمام ہو۔
* میوزیمز اور لائبریریوں میں موجود قدیم مصاحف اور خطاطی کے نمونوں کی ڈیجیٹلائزیشن اور آن لائن گیلری بنائی جائے۔
* خطاطی کو عصری ڈیزائن، لوگو، ٹیکسٹائل اور ڈیجیٹل آرٹ میں استعمال کر کے اسے زندہ رکھا جائے۔
* بین الاقوامی سطح پر اسلامی خطاطی کے میلے اور نمائشیں منعقد کی جائیں تاکہ عالمی سطح پر اس کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Bibliography / کتابیات

* Irtiqāʾ al-Ḥasan, Muḥammad. Khaṭāṭī: Islām kī Naẓar meṅ (Aligarh: Idārah Taḥqīq wa Taṣnīf Islāmī, 2004).
* Urdū Dāʾirah Maʿārif-i Islāmiyyah (Fan-i Khaṭāṭī) (Lahore: Dānishgāh-i Panjāb, 2007), vol. 15.
* ʿUthmānī, Iḥtirām al-Dīn Aḥmad Shāghil. Ṣaḥīfah Khushnawīsān (Aligarh: Anjuman Taraqqī-yi Urdū Hind, 1963).
* Urdū Encyclopedia (New Delhi: Qaumī Council Barāʾe Farogh-i Urdū, 1997), vol. 3.
* Salīm, Sayyid Muḥammad. Tārīkh-i Khaṭṭ wa Khaṭṭāṭīn (Karachi: Zawār Academy, 2001).
* Al-Dārimī, Muḥammad ʿAbd Allāh ibn ʿAbd al-Raḥmān. Sunan al-Dārimī, trans. Muḥammad Muḥī al-Dīn Jahāngīr (Lahore: Dār al-Ishāʿat, 2008).
* Al-Muttaqī, ʿAlāʾ al-Dīn ʿAlī. Kanz al-ʿUmmāl fī Sunan al-Aqwāl wa al-Afʿāl (Beirut: Muʾassasat al-Risālah, 1985), vol. 10.
* Nadīm, Muḥammad ibn Isḥāq. Al-Fihrist, trans. Muḥammad Isḥāq Bhaṭṭī (Lahore: Idārah Thaqāfat-i Islāmiyyah, 1969).
* Diamond, M. S. Musalmānoṅ ke Funūn, trans. Shaykh ʿInāyat Allāh (Lahore: Panjābī Adabī Academy, 1964).
* Shaykh, Muḥammad Rāshid. Tazkirah-yi Khaṭṭāṭīn (Karachi: Idārah ʿIlm wa Fan al-Falāḥ, 2009).